New Era Magazine

سب موسم ہیں پیار کے

از آفرین عمران

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب موسم ہیں پیار کے

(پارٹ 4-5)

تحریر آفرین عمران

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ تمام آوازیں گڈ مڈ ہو گئیں ہیں یا پھر اس کے اندر شور ہی اتنا زیادہ تھا کہ باہر کی آوازیں اسے سنائی ہی نہیں دے رہیں تھیں۔ بھابھی کو شائد اس کی زیہنی اور قلبی حالت کا اندازہ ہو گیا تھا تبھی انہوں نے اس کے ہاتھ سے چائے کی ٹرے لے لی، تبھی باقی سب کی نظر بھی اس پہ پڑ گئی۔ جہاں آرا بیگم نے اسے دیکھ کے پکار لیا بھابھی نے ٹرے ٹیبل پہ رکھ دی اور اس کا ہاتھ تھام کر دادو کی سمت لے آئیں، اس نے خالی خالی نظروں سے ارد گرد دیکھا۔ سبرینہ بظاہر اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی مگر اس کی نظریں اسے شکست کا احساس دلا رہیں تھیں عجیب طنزیہ سا تاثر تھا جب کہ اس کے برابر میں اس کی سگی ماں بیٹھی تھی مگر اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اسے اپنی بیٹی کے مستقبل سے قطعا" کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ایک لمحے کو اس کا جی چاہا سب کے سامنے خوب بد تمیزی سے اپنے دل کی بھڑاس نکال کر یہاں سے کہیں دور چلی جائے۔ وہ شائد ایسا کر بھی لیتی مگر تبھی سفینہ کی شفیق آواز اسے حواسوں میں لے آئی، وہ اسے محبت سے اپنے پاس بلا رہیں تھیں ان کے پکارنے پر وہ ایک دم حالت سکون میں آ گئی تھی اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دادو اور ماما کے بیچ میں جا کر بیٹھ گئی. جب کہ سبرینہ کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کے سفینہ کا مناہل کے لئے محبت بھرا رویہ اسے کچھ خاص پسند نہیں آ رہا مگر وہ ایک بہت اچھی ایکٹریس تھی اس لیئے

اپنے اوپر قابو پا کر بظاہر مسکراتے ہوئے جہاں آرا بیگم سے کہا،

"آنٹی! آپ کے لئے یہ بیسٹ اپر چیونٹی ہے اس سے اچھا رشتہ آپ کو نہیں ملے گا اور پھر آپ یہ بھی سوچئے کہ مناہل کو صوفیہ آنٹی کا پیار دوبارہ مل جائے گا جس کے لئے وہ ایک عرصے سے ترس رہی ہے۔"

ان سب کو ہی اس کا انداز کچھ اچھا نہیں لگا مگر مجبوراً خاموش ہو گئے کہ ایک تو وہ مہمان تھیں اور پھر مناہل کے لئے پروپوزل لیکر آئیں تھیں اس لئے مجبوراً یہ بات پینی پڑی مگر جہاں آرا بیگم ان کو جتانا نہ بھولیں،

"آپ ہمیں گھر میں مشورہ کرنے دیں ویسے بھی یہ معاملات جلد بازی میں طے کرنے والے تو ہیں نہیں اصل میں مناہل کے اور بھی ایک دو اچھے پروپوزلز آئے ہوئے ہیں تو ہم دیکھ بھال کے ہی فیصلہ کریں گے۔" جہاں آرا بیگم کے انداز پہ بھابھی مسکرائیں جب کہ سبرینہ کا منہ سرخ ہو گیا۔ بھابھی نے جلدی سے سب کی توجہ ریفریشمینٹ کی سمت کروادی،

"آپ یہ لیجئیے نا!"

کہتے ہوئے ان کی سمت چکن رول بڑھادئے سبرینہ کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ اسے انتظار کروانا کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا البتہ صوفیہ ہمیشہ کی طرح پر سکون تھیں۔ سبرینہ خاموش تو ہو گئی مگر چلتے چلتے یہ کہنا نہ بھولی،

"آنٹی! ہمیں خوشی جب ہو گی جب آپ ہاں میں جواب دیں گیں۔"

اس کے انداز پر جہاں آرا بیگم مسکرائیں اور اپنے مخصوص متحمل مزاج کے ساتھ کہا،"

"بیٹا دعا ہے کے مناہل اور شاہ زیب کے لئے جو بھی اچھا ہو وہ فیصلہ ہم سے ہو جائے۔"

کہتے ہوئے مسکرائیں جب کہ سبرینہ نے ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا پھر وہ تو چلی گئیں جب کہ مناہل جا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی، بھابھی وجہ جانتی تھیں مگر مجبوراً خاموش تھیں جب کہ دادو نے اس کے روئیے کو جھجک پہ محمول کیا اور کہا،

"کوئی بات نہیں ایسے موقعوں پہ لڑکیاں اکثر گھبرا جاتیں ہیں۔"

ان کی بات کے جواب میں سفینہ سنجیدگی سے بولیں،"اس کو بھی اپنا ماءنڈ میک اپ کر لینا چاہئے کہ بہر حال اس کی شادی تو کرنی ہے نا!"

دادو نے الجھ کے انہیں دیکھا جب کہ بھابھی چاہ کے بھی کچھ کہ نا سکیں۔

وہ غاءب دماغی سے چلتی اپنے بیڈ روم میں آ گئی، ذہن جیسے سائیں سائیں کر رہا تھا نظروں کے سامنے صائم کا چہرہ گھوم رہا تھا جب کہ کانوں میں سبرینہ کی آواز گونج رہی تھی،"

"خوش قسمت ہے مناہل کہ اس کے لئے شاہزیب کا رشتہ آیا ہے۔""آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ شاہزیب نے خود مناہل کے لیے کہا ہے۔"

جب اندر کا شور حد سے بڑھا تو اس نے گھبرا کے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے مگر ذہن میں یہ سوچ چل رہی تھی کہ شاہزیب نے ایک بار مجھ سے مل کر شادی کا فیصلہ کر لیا جب کہ صائم کے سامنے ہوں مگر اسے کبھی نظر کیوں نہیں آئی یا آللہ یہ سب کیا ہے کیا میری محبت میں کھوٹ تھا کہ مجھے میری محبت مل نہ سکی اور شاہزیب کی پہلی نظر کی محبت میری محبت پر حاوی آ گئی۔ یا آللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ، پتہ نہیں ماما، بابا اور دادو کیا فیصلہ کریں گے اگر انہوں نے اس رشتے پر حامی بھر لی تو میں کیا کروں گیں۔ وہ

تو مجھے ویسے بھی پسند نہیں ہے اس کی نظریں مجھے خوف میں مبتلا کر دیتیں ہیں مگر کیا میں انکار کر پاؤں گیں، ماما بابا اور دادو کی محبت کا قرض چکا پاؤں گیں۔اور میرے انکار سے صائم اور سبرینہ کے تعلق پہ کیا اثر پڑے گا۔اس کی سوچ کو بریک لگ گئے،اس نے تھک کے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا اور دل ہی دل میں اپنی بہتری کی دعا کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com

وہ خاصے غصے میں گھر میں داخل ہوئی تھی،اس کے پیچھے پیچھے پریشان بلکہ کسی حد تک سہمی ہوئی صوفیہ بھی داخل ہوئیں تھیں۔اس نے غصے سے اپنا قیمتی کلچ سامنے پڑی ٹیبل پہ پھینکا ایسا کرنے پہ ٹی وی دیکھتے سیٹھ کبیر اور ان کے ساتھ بیٹھا اسکریم سے شغل کرتا شاہزیب چونک کر اسے دیکھنے لگے جب کہ وہ غصے سے اپنے سینے پہ ہاتھ باندھے، خوفزدہ سی صوفیہ کو دیکھ رہی تھی۔،چہرے سے ہی تنفر جھلک رہا تھا۔سیٹھ کبیر نے اپنی لاڈلی کا غصہ دیکھا تو فورا"صوفیہ سے بازپرس کرتے ہوئے پوچھا،

"کیا ہوا بھئی ہماری لاڈلی کا موڈ کیوں خراب ہے؟"

اس سوال پر صوفیہ کی حالت مزید غیر ہو گئی ابھی وہ ان کی بات کا جواب دے بھی نہیں پائیں تھیں کہ سبرینہ جو تنفر سے انہیں دیکھ رہی تھی غصے سے بولی،

"ان سے کیا پوچھ رہے ہیں ڈیڈ! یہ تو وہاں ایسے بیٹھیں تھیں جیسے زبردستی بیٹھی ہیں، مجال ہے جو ایک بار بھی انہوں نے میری طرف سے ان لوگوں سے کچھ کہا ہو۔ایسا لگ رہا تھا کہ یہ چاہتی ہی نہیں ہیں کہ مناہل کی شادی شاہزیب سے ہو۔"

کہتے ہوئے صوفیہ کو گھور کے دیکھا جنہوں نے کئی بار اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا تھا مگر سبرینہ کے آگے سیٹھ کبیر کی آج تک نہ چلی تھی تو صوفیہ کیا شے تھیں۔ سبرینہ کے خاموش ہوتے ہی سیٹھ کبیر نے ان کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر ان پر ایک تیز نظر ڈال کر کہا،

"بیٹا میں تو خود اس عورت سے عاجز آ گیا ہوں، مگر اس کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ ہمیشہ ہم سب کو تو اپنا سمجھا ہی نہیں جبکہ پرانی محبتوں کی یاد کو ابھی تک سینے سے لگائے بیٹھی ہے۔"

ان کا انداز ہی خاصا تضحیک آمیز تھا اور یہ گفتگو جس حوالے سے ہو رہی تھی اس کا سوچ کے ہی ان کے دل میں تیر سا اتر گیا، ویسے تو یہ طعنہ روز کا معمول تھا کہ وہ مناہل کے بابا

کو بھلا نہیں پائیں ہیں مگر ہمیشہ کی طرح ان کے دل میں ترازو ہو گیا حالانکہ اتنے سالوں میں انہیں عادی ہو جانا چاہیئے تھا مگر اب بھی یہ بات ان کا دل چیر دیتی تھی گو انہوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی اپنے مخلص ہونے کا پورا ثبوت دیا تھا مگر نجانے کیا بات تھی کہ ان کو ہمیشہ شک کی نگاہ سے ہی دیکھا جاتا تھا پھر چاہے وہ سبرینہ کی پرورش کا معاملہ ہو یا پھر سیٹھ کبیر سے وفا نبھانے کی بات ہو ان کی حیثیت تیسرے درجے کے شہری کی سی تھی اور اتنے سال گزرنے کے بعد اور دو بیٹوں کی ماں ہونے کے باوجود ان کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور اب تو جب سے سبرینہ بڑی ہوئی تھی وہی سیاہ سفید کی مالک تھی اوپر سے سیٹھ کبیر بھی اس کی انگلیوں کے اشاروں پہ چلتے تھے۔ابھی بھی اس کا موڈ آف تھا اور صوفیہ کی شامت آئی ہوئی تھی۔ سیٹھ کبیر اب بھی سبرینہ سے پوچھ رہے تھے اور وہ سر جھکائے خاموش کھڑی تھیں جب کہ وہ کہہ رہے تھے،

"بیٹا! آپ تو صائم کے گھر گئیں تھیں نا اس کی کزن وہ کیا نام ہے اس لڑکی کا؟"

انہوں نے ذہن پہ زور دیا جیسے نام بھول گئے ہوں مگر صوفیہ جانتی تھیں یہ ان کا پرانا طریقہ ہے ان کا دل کڑھا مگر اس وقت خاموش رہنے میں ہی بھلائی تھی کہ اگر وہ کچھ

کہتیں تو پھر سابقہ محبتوں کا طعنہ سنے کو ملتا اس لئے خاموش رہنے میں ہی بھلائی تھی۔اس سے پہلے سبرینہ کچھ کہتی جواب شاہزیب کی طرف سے آیا،

"مناہل!"

نام سن کر وہ بولے،

"ہاں مناہل! تو کیا کہا ان لوگوں نے؟"

جواب میں وہ جو غصے سے بل کھا رہی تھی کینہ طوز نظروں سے صوفیہ کو دیکھتے ہوئے بولی،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہیں گے کیا وہی دقیانوسی ذہینیت، سوچ کے جواب دیں گے جیسے میڈم مناہل کے نجانے کتنے رشتے ہیں جن کی لائن لگی ہے۔"

صوفیہ کے دل کو ٹھیس سی لگی مگر وہ مجبوراً "خاموش رہیں مگر سیٹھ کبیر نے غصے سے کہا،

"ان کی یہ مجال کے میری بیٹی کو یہ کہیں؟"

انہوں نے گھور کے صوفیہ کو دیکھا جیسے ساری غلطی ان کی ہو جب کہ سبرینہ نے غصے

سے کہا،"ڈیڈ! وہ کیا کہیں گے اصل غلطی تو آپ کی بیگم کی ہے کہ ایک لفظ انہوں نے شاہزیب کی حمایت میں نہیں بولا۔"

کہتے ہوئے پھر غصے سے صوفیہ کو دیکھا جو سہمی کھڑی تھیں،انہوں نے کہنا چاہا،

"سبرینہ! میں کیا کہتی مناہل کو انہوں نے پالا ہے اس پر ان کا حق ہے وہ اس کے لئے کچھ بھی فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں میں کیسے۔۔۔"

ان کا جملہ ادھورا رہ گیا جب سیٹھ کبیر نے ان کی بات کاٹ دی،

"تم تو خاموش ہی رہو چاہتیں تو سب کچھ کر سکتیں تھیں آخر مناہل پہ تمہارا بھی حق ہے مگر تم کو تو میری بے عزتی کروا کے سکون ملتا ہے۔"

کہتے ہوئے انہیں گھورا جبکہ وہ اپنا دفاع کرتے ہوئے بولیں،

"نن۔۔۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو صرف یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ شاہزیب کے لئے لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے اور وہ اتنا اچھا ہے تو اسے کسی حمایت کی ضرورت نہیں ہے۔"

انہوں نے دونوں باپ،بیٹی کو ٹھنڈا کرنا چاہا جب کہ شاہزیب کا موڈ بھی آف ہو گیا

تھا۔ سیٹھ کبیر ان کی ان سنی کرتے ہوئے تنفر سے بولے،

"رہنے دو بس تم زیادہ چاپلوسی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

انہوں نے ان کو اچھا خاصا بے عزت کر دیا، ان کا چہرہ شرمندگی کے احساس سے سرخ ہو گیا مگر وہ خاموش رہیں جب کہ سبرینہ کے دل میں ٹھنڈک اتر گئی۔ پتہ نہیں اس کو شروع دن سے ان سے کیا بیر تھا شائد انہوں نے اس کی ماں کی جگہ لی تھی اور اس کا کچا ذہن اس چیز کو ایکسیپٹ نہیں کر سکا تھا رہی سہی کسر سیٹھ کبیر کے لاڈ پیار نے پوری کر دی تھی۔ ابھی بھی اپنی لاڈلی کا خراب موڈ برداشت نا ہوا تبھی انہوں نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کی اور کہا،

"مگر بیٹا آپ نے خوامخواہ یہ مشکل اپنے سر لے لی۔ شاہزیب کو واقعی اور اچھی لڑکی مل جائے گی۔"

انہوں نے شاہزیب کی سمت دیکھا جو خود بھی آف موڈ کے ساتھ کھڑا تھا ابھی وہ کچھ کہتا کہ سبرینہ نے اس سے پہلے ان کی توجہ اپنی طرف کروالی،

"ڈیڈ! شاہزیب کو وہ اچھی لگی ہے تو کیا ہمیں اس کے لئے کوشش نہیں کرنی

چاہیئے؟"

انہوں نے پر سوچ انداز میں ہنکارہ بھرا اور صوفیہ کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

"دیکھو مناہل کے لئے کتنا کر رہی ہے میری بیٹی اب تم بھی اچھی ماں ہونے کا فرض نبھاؤ اور مناہل سے کہو وہ اس رشتے کے لئے حامی بھر لے کہ یہ میری بیٹی کی خواہش ہے اور میرے بھانجے کی خوشی۔

انہوں نے جیسے حکم دیا جب کہ انہوں نے کہنا چاہا،"

"میں کیسے اس سے۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیٹھ کبیر نے ان کی بات کاٹ دی اور کہا،

"اس سے کہنا کہ اسی میں اس کی بھلائی ہے اور تمہاری بھی۔"

بات کرتے کرتے لہجہ اچھا خاصا دھمکی آمیز ہو گیا جب کہ صوفیہ کا دل اس انداز پہ خوف سے سینے کی چار دیواری میں پھڑ پھڑا کے رہ گیا۔

وہ خلاف معمول لیٹ ہو گیا تھا، شہیر اور زین کے ساتھ کچھ اور دوست مل گئے تو وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلا۔اس نے احتیاط سے ڈپلیکیٹ کیز سے لاؤنج کا دروازہ کھولا اور اندر آ گیا وہیں صوفے پہ سفینہ بیٹھی نظر آ گئیں،انہوں نے بھی اسے دیکھ لیا جب کہ وہ چونکتے ہوئے بولا،

"ارے ممی آپ! آپ اب تک جاگ رہیں ہیں۔"

انہوں نے اسے دیکھا اور قصداً "مسکرائیں وہ آگے بڑھ آیا اور ان کے ساتھ صوفے پہ بیٹھ گیا،سفینہ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا،

"ہاں بس نیند نہیں آ رہی تھی تم بتاؤ تم کو دیر ہو گئی۔"صائم ان کی بات پہ مسکرایا اور کہا،

"جی آپ کو تو پتہ ہے شہیر اور زین ساتھ ہوں تو ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلتا۔"

"سفینہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور پوچھا،

"تم نے کھانا کھایا؟"

جواب میں وہ سر کھجاتے ہوئے بولا،

"کھانا تو کھالیا مگر کافی کی طلب ہو رہی ہے اگر وہ مل جائے تو نوازش ہو گی۔"

جواب میں وہ تنبیہہ کرتے ہوئے بولیں،"

پتہ ہے نا تمہاری دادو کو پسند نہیں رات کے وقت چائے کافی پینا اور پھر صحت کے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے۔ چلو میں تم کو دودھ گرم کر دوں۔"

وہ انہیں منع کرنا چاہتا تھا مگر کچھ سوچ کے خاموش ہو گیا، وہ کچن کی سمت بڑھ گئیں تو وہ بھی ان کے پیچھے چلا آیا، سفینہ فرج سے دودھ نکال رہیں تھیں تبھی اس کی نظر سامنے رکھے بڑے سے مٹھائی کے ٹوکرے پہ پڑی اور اس نے سفینہ سے پوچھ لیا،

"ممی یہ مٹھائی کہاں سے آئی ہے؟"

اس کے لہجے میں واضح حیرانی تھی، سفینہ نے ایک نظر اس کے حیران چہرے پہ ڈالی اور لہجے کو حتی آلا مکان سرسری بناتے ہوئے جواب دیا،

"سبرینہ اور اس کی ممی آئیں تھیں شام میں تم کو اس نے بتایا نہیں؟"

ساتھ ہی اس سے پوچھ بھی لیا اور جس طرح وہ چونکا ان کو یہ بات سمجھنے میں دیر نہ لگی

کہ وہ لاعلم ہے۔جب کہ وہ اپنی حیرت دباتے ہوئے بولا،

"اچھا! سبرینہ اور آنٹی آئیں تھیں مجھے معلوم نہیں تھا ان فیکٹ میں تو اس سے کانٹیکٹ کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ ہمیں ٹائم دیں تو ہم ان سے میٹنگ فکس کریں۔"

وہ پر سوچ انداز میں کہہ رہا تھا خود کلامی کا سا انداز تھا، سفینہ نے اسے دودھ گرم کر کے تھمایا اور کہا،

"کمال ہے! تم سے اس نے کانٹیکٹ نہیں کیا اور آج اپنی ممی کے ساتھ اپنے کزن کا پروپوزل لے کر آگئی۔" کہتے ہوئے اس پر ایک نظر ڈالی جبکہ صائم نے دودھ کا گلاس ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے سفینہ پہ ایک نظر ڈالی اور حیرت سے سے کہا،

"کون سے کزن کا پروپوزل کس کے لئے؟"

"بیٹا! تم تو کچھ زیادہ ہی لاعلم ہو اتنی لاعلمی بھی اچھی نہیں ہوتی۔"

ان کے کہنے پر وہ خفیف سا ہو گیا پھر انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا جب کہ وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولیں،"

"شاہزیب کا پروپوزل لائیں تھیں مناہل کے لئے۔"

اب کہ وہ ٹھٹھک سا گیا، خاموش نظروں سے سفینہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہیں تھیں، اس کے دیکھنے پر پوچھا،

"کیوں کیا ہوا؟"

ان کے پوچھنے پر وہ ایک دم سنبھلا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا،

"جی کچھ نہیں۔" سفینہ جو ابھی بھی بغور اسے دیکھ رہیں تھیں جیسے اس کے دل کا حال جاننا چاہ رہیں ہوں پوچھنے لگیں،

"تم کو اچھا نہیں لگا کہ سبرینہ مناہل کے لئے شاہزیب کا پرپوزل لے کر آئی ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں وہ سنجیدگی سے بولا،

"نو ماما! مجھے کیوں برا لگے گا اور پھر آپ نے اور ڈیڈ نے ہی ہمیشہ اس کے لئے فیصلہ کیا ہے تو اب بھی اس کے لیے اچھا ہی سوچیں گے۔"

جب کے وہ سوچ رہیں تھیں کہ میں نے اور تمہارے ڈیڈ نے تو بہترین فیصلہ مناہل کے لئے کیا تھا مگر تم نے وہ فیصلہ مانا ہی نہیں، وہ افسوس سے سوچ رہیں تھیں مگر جب بولیں تو لہجہ سپاٹ تھا،

"ہاں اب تو اور بھی زیادہ سنجیدگی سے مناہل کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔"

ان کا انداز جتانے والا نہیں تھا مگر صائم کو لگا کہ وہ اسے جتا رہیں ہیں۔ جب کہ وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

"تم یہ ختم کر لو تو کچن کی لائٹس آف کر دینا، میں بھی اب سونے جا رہی ہوں۔"

وہ اس کو شب بخیر کہہ کر چلیں گئیں جب کہ وہ وہیں بیٹھا کچھ سوچتا رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلی صبح اس نے اٹھتے ہی سبرینہ کو کال ملالی، کافی دیر بیل ہوتی رہی مگر اس نے ریسیو نہیں کیا۔ اس نے پھر ٹرائی کیا اس کے باوجود کئی بیلز جاتیں رہیں مگر وہ تحمل سے ویٹ کرتا رہا پھر کافی بیلز جانے کے بعد سبرینہ کی نیند میں ڈوبی ہیلو سنائی دی، اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ نیند سے جاگی ہے۔ صائم ہمیشہ کی طرح خوش دلی سے بولا،

"گڈ مارننگ!"

جواب میں اس کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی،

"اچھا! تم ہو اور کس گڈمارننگ کی بات کر رہے ہو لے کے میری نیند خراب کر دی۔"

وہ جس ناز سے بولی صائم مسکرا دیا اور کہا،

"میڈم یہ کوئی تک ہے، صبح ہو چکی ہے اور آپ اب تک بیڈ میں ہیں۔"

جواب میں وہ منہ بناتے ہوئے بولی،

"آف کورس! رات کو لیٹ نائٹ پارٹی سے آؤں گیں تو صبح تو دیر سے ہی ہو گی۔"

کہتے ہوئے اس نے جمائی روکی، وہ کچھ خاموش سا ہوا مگر اپنی عادت کے مطابق خوشدلی سے بولا،

"میڈم! مجھ سے تو کانٹیکٹ کرتی نہیں ہو اور میرے گھر خاموشی سے بنا بتائے آجاتی ہو۔"

سبرینہ نے گہرا سانس لیا گو اس کو بلاوجہ کی پوچھ گچھ اچھی تو نہیں لگ رہی تھی مگر وہ صبح صبح اپنا موڈ خراب کرنا نہیں چاہ رہی تھی اس لئے بمشکل ضبط کرتے ہوئے بولی،

"اوہ! کم آن صائم! پھر تم نے دقیانوسی باتیں شروع کر دیں ویسے بھی تم کو پتہ ہے کہ میں ایسی ہی ہوں جب کوئی کام کرنا ہے تو کرنا ہے۔اس کے لئے تمہید کیا باندھنا اور کیا تم کو اچھا نہیں لگا کہ میں مناہل کے لئے اتنا اچھا پروپوزل لے کر آئی ہوں۔ مناہل بہت لکی ہے کہ شاہزیب نے اسے خود پسند کیا ہے۔"

اس کے لہجے سے مخصوص خود پسندی جھلک رہی تھی۔ مگر صائم اپنی ازلی صاف گوئی سے بولا،

"میرے خیال سے تو شاہزیب زیادہ لکی ہے اگر مناہل اس کے لئے ہاں کر دیتی ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس بات پر سبرینہ اندر ہی اندر تلملائی مگر اپنی عادت کے بر خلاف غصہ دباتے ہوئے بولی،

"یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون لکی ہے اور کون نہیں۔"جب کہ صائم کو اس کا انداز عجیب سا لگا مگر وہ اس کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا،

"ویسے مناہل کا مزاج شاہزیب سے بہت مختلف ہے اور۔۔۔"

سبرینہ نے اکتا کے اس کی بات کاٹ دی اور کہا،

"کم آن صائم! پھر وہی دقیانوسی باتیں اور پھر شاہزیب کو مناہل اچھی لگتی ہے اس سے زیادہ اہم بات کیا ہو گی۔"

وہ شائد اور بھی کچھ کہہ رہی تھی صائم کو اس کا یہ سب کہنا اچھا نہیں لگا اور اس نے کال ڈراپ کر دی، سبرینہ نے حیران ہو کر فون کو دیکھا پھر کندھے اچکا کے فریش ہونے واشروم کی سمت بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ان کے بلانے پر گھر کے نزدیک پارک میں آئی تھی، اس کو حیرانی نے گھیر لیا تھا جب انہوں نے اس سے اس طرح ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اتنے سالوں میں آج تک وہ اس سے خاص طور پہ ملنے گھر نہیں آئیں تھیں کجا یہ کہ اس طرح ملنے کے لئے بلانا اور وہ بھی بنا کسی کو بتائے۔ آج کل ویسے بھی شاہزیب کے رشتے کے والے سے جو

بات چیت چل رہی تھی اس کے باعث ان کا اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کرنا اسے حیرانی سے زیادہ پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا۔ وہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ اس کی نظر ان پر پڑی وہ اسی طرف آ رہیں تھیں، ان کو سامنے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اس کے نزدیک آ گئیں، اس نے معمول کے مطابق انہیں سلام کیا جس کا انہوں نے سر ہلا کے جواب دیا، اس نے بغور ان کو دیکھا، وہ اسے غیر معمولی حد تک پریشان لگیں حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ان سے ملنا ہوا وہ اسے مرجھائی ہوئی سی لگتی تھیں مگر اس طرح کی کیفیت آج سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ وہ خاموش سی اسے بغور دیکھ رہیں تھیں جب وہ کچھ نہ بولیں تو اس نے ان سے پوچھ لیا، "آپ کچھ کہنا چاہتیں ہیں؟"

اس سوال پہ وہ چونک سی گئیں اور ایک گہرا سانس لے کر اس کو مخاطب کیا،

"مناہل!"

اس پکار پہ اس کا دل ڈوب کے ابھرا، برسوں ہو گئے تھے یہ لہجہ سنے ہوئے اس کا دل چاہا کہ وہ انہیں سنتی رہے مگر شاید وہ بہت جلدی میں تھیں اسی لئے بات آگے بڑھاتے ہوئے بولیں،

"اس سے پہلے کہ میں تم سے کچھ کہوں بس تم یہ سن لو میں بہت مجبور ہو کر لیکن بہت امید لے کر تمہارے پاس آئی ہوں۔"

اس نے اس تمہید پر انہیں الجھ کے دیکھا جب کہ وہ بنا رکے بول رہیں تھیں،

"میں چاہتی ہوں تم شاہزیب کے رشتے کے لئے ہاں کر دو۔"

ان کی بات تھی کہ دھماکہ اس ایسا لگا زمین اس کے پیروں سے کھسک گئی ہو، ابھی کل ہی اس نے بابا، ماما اور دادو کی بات چیت سنی تھی جس کے مطابق وہ سب اس رشتے سے انکار کرنے کا سوچ رہے تھے اور انکی گفتگو سن کر اس کے اعصاب سے جیسے ایک بوجھ اتر گیا تھا مگر اب صوفیہ کی بات سن کر اسے کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا مگر وہ اپنی حیرانی پہ قابو پائے بغیر انہیں ٹوک گئی،

"یہ کیا کہہ رہیں ہیں آپ؟"

جب کہ وہ اسی اطمینان سے کہہ رہیں تھیں،

"جو کچھ کہہ رہیں ہوں بلکل ہوش حواس میں کہہ رہی ہوں، تم جانتی نہیں ہو مجھ پہ کتنا پریشر ہے، سبرینہ جو سوچ لیتی ہے وہ کر کے رہتی ہے پھر چاہے اس کے لئے اس کو کچھ

بھی کرنا پڑے۔"

ان کی بات کے جواب میں اس نے کہا،

"یہ آپ کے گھر کا معاملہ ہے اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

اس کے صفا جواب پہ وہ تقریباً روہانسی آواز میں بولیں،

"مناہل! تم سمجھ نہیں رہی ہو اگر اس کی بات پوری نہیں ہوئی تو وہ اپنے ڈیڈی سے کہہ کر مجھے ڈائیورس دلوا سکتی ہے۔بیٹا انہوں نے اس عمر میں مجھے چھوڑ دیا تو میں کہاں جاؤں گیں؟اور تم کو پتہ ہے میرے دو بچے اور بھی ہیں میں ان کی شکل تک دیکھنے سے محروم ہو جاؤں گیں۔اور اب میں اپنے بچوں سے دوری برداشت نہیں کر سکتی۔پلیز تم مان جاؤ اس رشتے کے لئے ہاں کر دو۔"

کہتے کہتے انہوں نے اس کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ دیئے اور رو پڑیں،ان کے ایسا کرنے پر اس کے دل پر چوٹ سی پڑی، گو وہ زہنی طور پہ ان کی دوری قبول کر چکی تھی مگر خون آخر خون ہی ہوتا ہے۔اس نے ان کا درد دل سے محسوس کیا اور تڑپ کر ان کے ہاتھ تھام لئے۔اور وہ اس کے ہاتھوں پہ پیشانی ٹکا کے رو پڑیں۔مناہل کو ان کا اس طرح رونا

اچھا نہیں لگ رہا تھا،اس جیسی نرم دل تو ایک چڑیا کی تکلیف نہیں دیکھ سکتی تھی یہ تو اس کی ماں تھی۔وہ ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"پلیز آپ روئیں نہیں!"

اس کے اس طرح کہنے پر وہ اور زیادہ رونے لگیں،وہ پریشان سی ہو گئی اور کہا،

"دیکھیں آپ روئیں مت میں آپ کی بات مانوں گیں آپ پلیز رونا بند کریں۔"

ان الفاظ پر انہوں نے بے یقینی سے اسے دیکھا بجھی ہوئی آنکھیں پھر سے جگمگا گئیں،انہوں نے اس کا نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا،

"کیا کہا؟تم میری بات مانو گی؟"

ان کے لہجے میں بے یقینی تھی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا جب کہ ان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی انہوں نے اس کے نرم ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا،

"تم اس رشتے پر ہاں کر دو تو میں اور تم ہمیشہ ساتھ رہ سکتے ہیں۔"

"کہتے ہوئے وہ مسکرائیں جب کہ اس بات پہ ایک پھیکی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتی تھی مگر کہہ نا سکی۔انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوئے کہا،

"پھر میں گھر جا کر سبرینہ، شاہزیب اور کبیر صاحب سے کہہ دوں کہ تم راضی ہو۔"

انہوں نے بچوں جیسی خوشی سے کہا، اس کا دل کر لایا مگر بمشکل مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور انہوں نے فرط جذبات میں اس کی روشن پیشانی چوم لی، جب کہ اس کی خوبصورت آنکھوں میں ایک ان کہی تحریر تھی اور اس کے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس نے جو کیا وہ ٹھیک کیا یا نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں گھر میں داخل ہوئی تھی، پارک سے واپسی پر بھی وہ یہی سوچتی آئی تھی کہ آیا اس نے ٹھیک کیا ہے یا نہیں، مگر وہ اس دل کا کیا کرتی جو کسی کی تکلیف پہ تڑپ اٹھتا تھا پھر آج تو اس کے سامنے رونے والی اس کی ماں تھی وہ کیسے بے حسی دکھا سکتی تھی۔ انہی سب سوچوں کے درمیاں وہ گھر میں داخل ہو گئی، سب ہی ہال

میں موجود تھے، سوائے صائم کے۔دادو ٹی وی پہ آنے والا کوئی مذہبی پروگرام دیکھ رہیں تھیں جب کہ بابا شام کا اخبار پڑھتے ہوئے چائے بھی انجوائے کر رہے تھے، ماما اور بھابھی کسی گھریلو امور پہ ڈسکشن کر رہیں تھیں جبکہ دائم بھائی طٰہٰ کے ساتھ کوئی گیم کھیل رہے تھے۔اس کا دل ڈگمگایا کہ ان سب کا رویئہ کیا ہو گا جب وہ یہ سب کہے گی، ایک منٹ کے لئے خیال آیا کہ وہ سب نہ کہے پھر اس خیال کو جھٹک کے ایک گہرا سانس لیا اور اندر چلی آئی، سب سے پہلے ماما کی نظر اس پر پڑی اور انہوں نے اسے دیکھ کر محبت سے پکار لیا،

"آؤ مناہل! آجاؤ تم بھی۔اس کا دل ڈوبا جی چاہا ان کی آغوش میں جا کر چھپ جائے جہاں دنیا بھر کا سکون ہے مگر وہ ہمت مجتمع کرتی آگے بڑھ آئی جب بابا نے اسے پکار لیا،

"اور بھئی کہاں سے آرہی ہے ہماری بیٹی؟ اتنی دیر سے نظر نہیں آئی؟ کہتے ہوئے انہوں نے محبت سے اسے دیکھا اور مسکرائے، ان کی بات پہ وہ بمشکل مسکرائی اور انگلیاں مڑوڑتی آگے آتے ہوئے سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولی،

"مجھے آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے۔"

اس کے انداز پر سب ہی اس کی سمت متوجہ ہو گئے، جس کے چہرے سے فکر مندی

صاف جھلک رہی تھی، ماما اٹھ کے اس کے نزدیک چلی آئیں اور فکر مندی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا،

"کیا ہوا مناہل! خیر تو ہے؟"

مناہل نے ان کی سمت دیکھا اور ہمت جمع کرتے ہوئے کہا،

"میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ شاہزیب کے رشتے کے لئے ہاں کر دیں۔"

اس کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ ماحول پہ جیسے سکتہ طاری ہو گیا، بھابھی جو خالی کپس اٹھانے کے لئے ٹرے ہاتھ میں لے چکیں تھیں ان کے ہاتھ سے ٹرے گر گئی، دائم بھائی اپنا ہاتھ روک کہ اس کی سمت حیرانی سے دیکھنے لگے، جب کہ یہی حال دادو اور ماما کا تھا، ان کو جیسے یقین نہیں تھا کہ یہ سب مناہل نے ہی کہا۔ ان سب کے برعکس بابا پورے حواسوں میں تحمل سے بیٹھے اس پہ نظریں جمائے ہوئے تھے، جواب نظریں جھکائے ان کے سامنے کھڑی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ انہیں اس کا بچپن یاد آ گیا جب وہ اسی طرح ان کے پاس آ کر اپنی وہ بات منواتی تھی جس کو ماما اور دادو کارد کرنے کا امکان ہوتا تھا، پھر وہ ان کو نجانے کیسے قائل کر لیتی تھی اور وہ اس کی بات مان بھی جاتے تھے مگر یہ معاملہ ساری زندگی کا معاملہ تھا کوئی کھیل نہیں تھا کہ وہ اس کی یہ فرمائش پوری

کر دیں۔داد و کو سب سے پہلے ہوش آیا اور انہوں نے تنبیہا"اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"مناہل! یہ آپ کیا کہہ رہیں ہیں جانتیں ہیں نا! کہ یہ فیصلے بڑوں کے کرنے کے ہیں۔"

اس نے سر ہلایا مگر ہمت کر کے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

"جی جانتی ہوں مگر یہ فیصلہ تو میری ذات سے منسوب ہے تو اس فیصلے کو کرنے کا حق بھی مجھے ہی ہونا چاہئے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ٹھہر ٹھہر کر اور ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ سب کہا اس کے باوجود سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل، سفینہ نے فکر مندی سے جنید کو دیکھا اور ان کے اشارہ کرنے پر انہوں نے اپنے مخصوص محبت بھرے انداز میں اس سے پوچھا،

"مناہل! بیٹا! کیا بات ہے کسی نے کچھ کہا ہے؟"

اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر نفی میں سر ہلا۔جب کہ بابا نے اپنے مخصوص پر شفقت انداز میں اسے اسے اپنے پاس بلایا،

"مناہل! بیٹا! یہاں آؤ میرے پاس۔"

"وہ ان کے کہنے پر میکانکی انداز میں چلتی ان کے نزدیک جا کر بیٹھ گئی، اس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ کسی کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی، جبکہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں سے اٹھ کے بھاگ جائے کہ جانتی تھی کہ اگر زیادہ دیر وہاں رکی تو ان سب کی محبت کے آگے مجبور ہو جائے گی اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ جنید ہمدانی اس کو کئی سیکنڈ خاموشی سے دیکھتے رہے پھر محبت سے پکارتے ہوئے کہا،

"بیٹا! اچانک اس فیصلے کی وجہ کیا ہے؟"

مناہل کے گلے میں آنسوؤں کا گولا سا اٹک گیا اس کے لیے جواب دینا مشکل تھا مگر وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے بولی کہ سب منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے،

"اچانک فیصلہ نہیں کیا ہے بابا! بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔"

جنید ہمدانی تحمل سے،

"وجہ!" اس نے ایک گہرا سانس لیا اب وہ کسی حد تک اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکی تھی اور اطمینان سے بولی،

"وجہ بہت ڈفرنٹ ہے، آپ لوگ شائد یہ سمجھیں کہ میں اس رشتے پر زور اس لئے دے رہی ہوں کہ مجھے شاہزیب سے کوئی غرض ہے مگر ایسا نہیں ہے مجھے یہ موقع بار بار نہیں ملے گا، میں اس رشتے کے حق میں اس لیے ہوں تاکہ پھر سے اپنی ماں کے ساتھ رہ سکوں وہ سارے پل دوبارہ جی سکوں جو میں نے بچپن میں مس کئے ہیں، تو کیا میری یہ خواہش غلط ہے؟ بتایئے بابا! کیا میرا یہ خواہش کرنا غلط ہے؟"

اس نے جھلملاتی آنکھوں سے ان کو دیکھا اور اس کی نظریں ان کے دل میں ترازو ہو گئیں وہ تو ویسے بھی اس کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے، انہوں نے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا جبکہ اس کی جذباتی کیفیت باقی سب کی بھی آنکھیں نم کر گئیں، جب اس سے اپنے اوپر قابو پانا مشکل ہو گیا تو بنا ارد گرد دیکھے اٹھ کے باہر کی سمت بڑھی اور ہال سے باہر نکلتے اندر آتے صائم سے ٹکرا گئی، تصادم اچانک تھا اس سے پہلے وہ گرتی صائم نے اسے بازو سے تھام کے گرنے سے بچا لیا، اس نے نم آنکھیں اٹھا کے اس کی سمت دیکھا اور اس کے خوبصورت آنکھیں صائم کی روشن آنکھوں سے مل گئیں نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا، صائم کے دل پہ اس کی نظریں سبط ہو گئیں۔ اسے لگا اس کی نظریں اس سے شکوہ کر رہیں ہیں، ایک لمحے کی بات تھی وہ تیزی سے اپنا آپ

اس کی مضبوط گرفت سے چھڑواتی تیزی سے اس کی سائیڈ سے نکل گئی جب کہ اس کی نظروں نے آگے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

وہ شام میں لان میں نکل آئی تھی گزشتہ چند دنوں سے عجیب سی یاسیت نے ذات کا گھیرا کیا ہوا تھا گو بے چینی کی وہ کیفیت تو نہیں تھی مگر ایک عجیب سی بے حسی نے ذات کا احاطہ کیا ہوا تھا، بابا نے اس کے فیصلے کو دل و جان سے قبول کر لیا تھا جب کہ دادو اور ماما تذبذب کا شکار تھیں مگر بابا نے نجانے کیسے ان کو سمجھایا تھا کہ وہ دونوں بھی مان گئیں تھیں گو ابھی بھی کئی خدشے تھے جو ان کے دل کو گھیرے ہوئے تھے مگر انہوں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا اور اس کے لئے یہی۔ بہت تھا، دائم بھائی سے کہہ کر شاہزیب کے بارے میں معلومات کروانے کو بابا نے کہہ دیا تھا۔ اس دن کے بعد سے صائم سے سامنا نہیں ہوا تھا اور وہ اس کا سامنا کرنا بھی نہیں چاہتی مگر کب تک ایک گھر میں رہتے ہوئے ایسا ممکن نہیں تھا اس لیے وہ پورے لان کا چکر لگا کر مڑی اور وہیں

ٹھٹھک گئی۔ وائٹ کاٹن شرٹ اور بلیو ڈینم جینز میں اس کا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا جیسے پورے ماحول پہ اس کی شخصیت چھا گئی ہو، وہ اس طرف ہی آ رہا تھا، مناہل کا دل تیزی سے دھڑکا اس کا جی چاہا وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر وہ ایسا کر نہ سکی، قدم ایسا لگ رہا تھا زمین نے جکڑ لئے ہیں۔ تبھی وہ اس کے سامنے آ کر رک گیا، اس نے بمشکل نظریں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا، وہ بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے گھبرا کے نظریں جھکا لیں۔ تبھی اس کی سنجیدہ آواز اسے سنائی دی وہ کہہ رہا تھا،

"تم نے اس رشتے کے لئے ہاں کر دی؟"

اس کے سوال پر مناہل نے جھکا سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی کچھ کہا جب کہ وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بولا،

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟"

وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے بولی،

"جی!"

اس کے اس طرح جواب دینے پر وہ اونچی آواز میں بولا،

"کیوں؟

اس کے اس طرح ایک دم اونچا بولنے پر وہ سہم سی گئی،اپنی بڑی بڑی بادامی آنکھیں اٹھا کے خوفزدہ انداز میں اسے دیکھا اور اس کی نظریں ان روشن آنکھوں سے مل گیئں جن میں سے غصے کی چنگاریاں نکلتی محسوس ہو رہیں تھیں،وہ بمشکل اپنا تھوک نگلتے ہوئے اسے جواب دینے کی خاطر بولی،

"منع کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔۔۔"

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب اس نے خفگی سے اسے ٹوک دیا،

"کیا مطلب جواز نہیں تھا،تم نے دیکھا نہیں تھا اس شخص کا انداز اس کے باوجود تم یہ بات کہ رہی ہو۔" مناہل کے ہونٹوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ اس کی بات کے جواب میں بولی،

"اچھا! میں نے تو ایسا محسوس نہیں کیا اور ویسے بھی اس گھر میں میری ماما بھی رہتیں ہیں تو انہوں نے کچھ سوچ کر ہی میرا پروپوزل دیا ہو گا وہ میرے لئے کچھ غلط نہیں سوچ سکتیں۔"

جملے کے اختتام پر اس کی سمت دیکھا ابھی وہ کچھ کہتا کہ وہ اس کی سائڈ سے نکلتی چلی گئی اور وہ غصے سے اپنے ہاتھ پہ دوسرے ہاتھ کا مکہ برسا کے رہ گیا۔

آج سبرینہ اور اس کی فیملی کو ہمدانی ہاؤس میں انوائٹ کیا گیا تھا تاکہ مناہل کے رشتے کے سلسلے میں ان کو مثبت جواب دے دیا جائے۔اسی سلسلے میں ایک چھوٹی سی دعوت کا اہتمام گھر پر ہی کر لیا گیا تھا اور سر شام ہی گھر میں چہل پہل شروع ہو گئی تھی۔علوینہ، شہیر اور زین بھی پہنچ گئے تھے، مناہل نے اپنے آپ کو ان سب کے ساتھ مصروف کر لیا تھا اور ذہن جو مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا وہ تھوڑا بٹ گیا تھا۔صائم کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا، زین اور شہیر نے اس کے متعلق سوال بھی کیا مگر کسی کو علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔اس کے گھر سے غائب ہونے پر مناہل اپنے آپ کو ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھی جیسے ساری غلطی اسی کی ہو مگر وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ابھی بھی سب ہال روم میں جمع تھے، مناہل، علوینہ، شہیر اور زین کے ساتھ ایک طرف بیٹھی تھی، زین کے لطیفوں نے اس کا دھیان کسی حد تک بٹا دیا تھا مگر پھر بھی وہ بات نہیں

تھی اس کے انداز میں۔ماما کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہیں تھیں جوان تینوں کے ساتھ بیٹھی بظاہر مسکرا رہی تھی مگر نجانے کیوں ان کو اس کی مسکراہٹ پھیکی لگی ان کا دل ہول سا گیا اور انہوں نے اس کی خوشیوں کی ان گنت دعائیں مانگ لیں۔وہ ابھی اس کے بارے میں سوچ ہی رہیں تھیں جب دادو نے انہیں مخاطب کر لیا،

"سفینہ! کیا بات ہے؟ کیا سوچ رہی ہو؟"

ان کے سوال پر انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،"اماں! مجھے مناہل ٹھیک نہیں لگ رہی،دیکھیں تو چہرہ کیسا بجھا بجھا سا ہے اور آنکھوں کی چمک بھی ماند ہے۔"

ان کے انداز پر دادو مسکرائیں اور کہا،

"ہر ماں کو اپنا بچہ اسی طرح لگتا ہے اور پھر اب اس کا رشتہ طے ہونے والا ہے تو بہ حیثیت ماں تمہاری سوچ فطری ہے۔

"انہوں نے ان کو تسلی دینی چاہی مگر وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگیں،

"نہیں اماں! مجھے مناہل خوش نہیں لگ رہی جس طرح لڑکیاں اپنا رشتہ طے ہونے پر ہوتیں ہیں۔پتہ نہیں مجھے بہت فکر ہو رہی جیسے کچھ ہونے والا ہو۔"

کہتے کہتے وہ روہانسی سی ہو گئیں جب کہ داد و کچھ کہہ بھی نہ سکیں کہ ایسا ہی کچھ وہ بھی محسوس کر رہیں تھیں مگر ان کو تسلی دینے کی خاطر کہا،

"سفینہ! اچھا اچھا سوچو شاباش! سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ان کے دلاسے پر وہ مطمئن تو نہیں ہوئیں تھیں مگر ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا۔

شہیر اور زین کو دائم بھائی اپنے ساتھ لے گئے تھے یہ کہہ کر کہ،

"صائم تو ہے نہیں اب تم دونوں میری ہیلپ کرو آؤ"

اور وہ دونوں بخوشی ان کی ہیلپ کے لیے ان کے ساتھ چلے گئے، مناہل علوینہ کو لے کر اپنے روم میں آ گئی تاکہ شام میں پہننے کے لئے سوٹ سلیکٹ کر لے اور شائد علوینہ اسی موقع کی تلاش میں تھی، اس سے اس رشتے کے بارے میں پوچھ لیا،

"مناہل! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

وہ جو ایک دو جوڑے نکال کر چیک کر رہی تھی اس کی بات پر اس کی مسکراہٹ سمٹ

گئی،جب کہ وہ کہہ رہی تھی،

"مطلب شاہزیب کوئی آخری آدمی تو تھا نہیں دنیا کا کہ تم نے اس کے لئے حامی بھر لی جب کہ یہ میں اور تم کیا سب جانتے ہیں کہ وہ کیسا ہے پھر بھی تم یہ بیوقوفی کر رہی ہو۔"

اس کے سوال پر ایک زخمی مسکراہٹ اس کے کٹاؤدار ہونٹوں پر پھیل گئی مگر وہ اپنے آپ کو ہشاش بشاش ظاہر کرتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"اس رشتے کو ہاں کرنے کی وجہ شاہزیب نہیں ہے۔"اس بات پر علوینہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا اور وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے بولی،

"اس کی وجہ میری ماما ہیں جو سبرینہ کی اسٹیپ مدر ہیں۔"

اس کے جواز پر علوینہ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا مگر پھر کچھ سوچ کے خاموش ہو گئی جب کہ مناہل کہہ رہی تھی،

"یہ بات پکنک والے دن ہی مجھے پتہ چلی تھی اور پھر جب انہوں نے شاہزیب کا پروپوزل میرے لئے دیا تو میرے ذہن میں یہی بات تھی کہ اس طرح مجھے اپنی ماما

کے ساتھ رہنے کی لائف ٹائم اپورچیونٹی مل جائے گی جو میں بچپن سے مس کرتی آرہی ہوں۔"

اس کے بودے جواز پر علوینہ اس کا دل کیا اس کو جھنجھوڑ دے مگر وہ صرف اتنا بولی،

"خودکشی کے اور بھی کئی طریقے ہیں یہی کیوں؟"

اس کے طنز پہ وہ ہنس پڑی اور اس کی خوبصورت آنکھیں نم ہو گئیں۔اپنی آنکھیں صاف کرتی مسکراتے ہوئے بولی،

"توبہ ہے علوینہ تم سے بھی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب کہ وہ اسی انداز میں بولی،

"نہیں مطلب تم کرنا کیا چاہ رہی ہو پہلے مدر ٹریسا کی شاگرد بنتے ہوئے نیک بی بی نے اپنی محبت اس سبرینہ کے حوالے کر دی اور اب اپنی بھولی بسری والدہ کی محبت کو پانے کے لئے یہ طوق گلے میں ڈال رہی ہو۔" کہتے ہوئے اسے بری طرح گھورا اور وہ جو ایک ہمدرد پا کر بکھر رہی تھی اپنے اوپر قابو پا کر بولی،

"ویسے تمہاری اردو کچھ بہتر نہیں ہو گئی، کسی حد تک اس کا کریڈٹ سبرینہ کو جاتا ہے نہ

وہ میرا پرپوزل لاتی اور نہ علوینہ صاحبہ بامحاورہ اپنے خیالات کا اظہار کرتیں۔"

اس کے انداز پر علوینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور اس نے ہنستے ہوئے اس کی توجہ ان ڈریسز کی طرف کروادی جو اسے آج پہنا تھا اور علوینہ بھی ناچاہتے ہوئے اس سمت متوجہ ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ صبح سے نکلا شام ڈھلے گھر پہنچا تھا، حد تو یہ تھی کہ اس نے اپنا سیل فون بھی آف کر رکھا تھا۔ اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یکایک اسے ہوا کیا ہے دل کو عجیب سی بے چینی لگی تھی، کسی سے بات کرنے کا موڈ نہیں تھا، تبھی بائیک پورچ میں کھڑی کر کے سائڈ کے دروازے سے کچن کے راستے گھر میں داخل ہوا تھا۔ باہر کھڑی گاڑیاں یہ بتا رہیں تھیں کہ مہمانوں کی آمد ہو چکی ہے جب کہ ڈرائنگ روم سے آتی باتوں کی آوازوں نے اس کی سوچ کی تصدیق بھی کر دی۔ وہ دل پہ جبر کر کے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور اوپر سے اترتی بھابھی اور علوینہ کے ساتھ مناہل کو دیکھ کر وہیں رک

گیا۔ مناہل کی نظر بھی اس پہ پڑ گئی تھی وہ وہیں رک گئی اور دل تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔

وہ کچن کے راستے ہوتا ہوا اوپر جانے والی سیڑھیوں کی سمت آیا اور اوپر سے بھابھی اور علوینہ کے ساتھ نیچے اترتی مناہل پہ پڑی اور نظروں نے اس کے خوبصورت چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا، مناہل کی نظر بھی اس پر تبھی پڑی تھی اسے سامنے دیکھ کے وہ بھی رک گئی مگر دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ بھابھی نے بھی اسے دیکھ لیا اور مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"ارے صائم! آ گئے تم؟ کہاں تھے؟ صبح سے تمہارے بھئیا تم کو فون ملا ملا کر تھک گئے۔"

بھابھی جلدی جلدی بولتی اس سے مخاطب تھیں جب کہ وہ مناہل کی سمت متوجہ تھا، جو اس کی سمت دیکھے بغیر اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، وہ کچھ نا بولا، جب کہ بھابھی حسب عادت اس کو ہدایت دے رہیں تھیں،

"چلو! اب آ گئے ہو تو جلدی سے فریش ہو کر ڈرائنگ روم میں آ جاؤ سبرینہ تمہارا کتنی

بار پوچھ چکی ہے۔"

اس نے ان کی ایک بھی بات نہیں سنی تھی،اسے پتہ نہیں تھا کہ وہ اس سے کیا کہہ رہیں ہیں،وہ تو بس اس طرف متوجہ تھا جہاں سے وہ بے بی بلیو کاٹن اور شیفون کے پنک اینڈ بلیو ایمبر وائیڈ ڈکرتا جسکی سلیوز پر بھی شیفون پر ایمبر وئڈری اور ایپلیک ورک بنا تھا اس کے ساتھ پلین بلیو ٹراؤزرز اس کے پائنچوں پہ ایپلیک ورک بنا تھا، جیور جٹ کا پرنٹڈ میچنگ دوپٹہ نیچرل میک اپ نے اس کی خوبصورتی کو اور اجاگر کر دیا تھا، کانوں میں اینٹیک سلور کے آویزے اور میچنگ کھسوں میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی یا پھر اس نے ہی پہلی مرتبہ غور سے دیکھا جو اسے وہ مختلف لگی تھی،اس کی روشن چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی مگر مناہل نظریں جھکائے بھابھی کا ہاتھ تھامے اس کی سائیڈ سے نکلتی چلی گئی،اس نے خالی خالی نظروں سے راہداری کی سمت دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی اور بے دلی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا۔

وہ بھابھی کی سنگت میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا

گئی اور سب ہی اس کی سمت متوجہ ہو گیے۔ مناہل نے نروس ہو کر بھابھی کے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہو گئی، انہوں نے اس کا نازک ہاتھ نرمی سے دبا کر اسے خاموش تسلی دی اور اس نے دھیمی آواز میں سب کو مشترکہ سلام کیا۔ سب نے ہی اس کے سلام کا جواب دیا اور بھابھی نے اسے صوفیہ کے قریب جا کر بٹھا دیا، صوفیہ کے چہرے پر اس دن کے مقابلے میں آج اطمینان جھلک رہا تھا۔ اسی اطمینان کے زیر اثر انہوں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"اچھا ہوا تم آ گئیں اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود اچھا نہیں لگ رہا تھا۔"

وہ سر جھکائے بیٹھی تھی تبھی سبرینہ نے ان کی بات اچک لی،

"یہ تو شاہزیب کے دل کا حال بیان کر دیا آپ نے۔"

اس کے انداز سے اس کے اچھے موڈ کا اندازہ ہو رہا تھا، جب کہ مناہل کو معلوم تھا کہ بظاہر وہ دائم بھائی، شہیر اور زین کے ساتھ باتوں میں مصروف ہے مگر در حقیقت یہیں متوجہ ہے۔ مناہل کے دل پہ ناگوار سی کیفیت چھا گئی، جسے اس نے سر جھکا کے چھپانے کی کوشش کی، جب کہ سبرینہ اسی خوشگوار موڈ کے ساتھ کہہ رہی تھی،

"مناہل! تم نے تو واقعی جادو کر دیا ہے، شاہزیب نے جب سے تم کو دیکھا ہے وہ تو تمہارا دیوانہ ہو گیا ہے۔"

مناہل کا چہرہ شرم کے بجائے شرمندگی سے سرخ ہو گیا، ماما اور دادو اس کو معمول کی چھیڑ چھاڑ سمجھ رہیں تھیں اور مناہل کی بے نیازی کو جھجھک پہ محمول کر رہیں تھیں۔ تبھی صوفیہ نے مناہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"لو مناہل یہ تمہارے لئے۔"

کہتے ہوئے ایک گلابی لفافہ جو دیکھنے میں ہی خاصا بھاری لگ رہا تھا، اس کی سمت بڑھایا، اس نے دھیرے سے نظریں اٹھائیں جب کہ ماما نے کہا،

"ارے! آپ یہ تکلف کیوں کر رہیں ہیں۔"

ابھی صوفیہ کوئی جواب دیتیں کہ سبرینہ نے ان کے ہاتھ سے لے کر ماما اور دادو کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

"تکلف نہیں ہے، رسم ہے۔ ہمارے یہاں جب رشتہ پکا ہوتا ہے تو ہونے والی دلہن کو کچھ نا کچھ شگن کے طور پر دیا جاتا ہے۔"

بظاہر وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر لہجے سے ہی امارت کا زعم اور رعونت صاف جھلک رہی تھیں، ماما اور دادو کو برا تو لگا مگر مناہل کی وجہ سے خاموش ہو گئیں، مناہل کو سبرینہ کی چبھتی نظریں اپنے چہرے پر صاف محسوس ہو رہیں تھیں، اس نے اپنی گھنی پلکیں اٹھائیں اور اسی وقت سبرینہ نے اس کا نازک ہاتھ تھام کر وہ بھاری سا لفافہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا، آنکھوں میں تمسخر صاف پڑھا جا سکتا تھا، جیسے وہ شگن نہیں کوئی خیرات دے رہی ہو۔ جب کہ مناہل کا جی چاہا کہ وہ لفافہ اٹھا کے دور پھینک دے جیسے وہ لفافہ نہ ہ کوئی موذی سانپ ہو مگر اس نے ناچاہتے ہوئے بھی وہ لفافہ تھام لیا۔ بات چیت کا دورا بھی بھی چل رہا تھا جب اس نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا اور سب کی نظریں اس کی سمت اٹھ گئیں سوائے مناہل کے۔ اس نے قصدا" نظریں جھکائیں ہوئیں تھیں، ڈر تھا کہ آنکھوں سے کہیں دل کی کیفیت عیاں نہ ہو جائے۔ جب کہ وہ اندر آ کر سب سے مل رہا تھا، سبرینہ نے اسے گرمجوشی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"کہاں تھے تم اتنی دیر سے، کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہوں جانتے بھی ہو کہ مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے"

اس کے جواب دینے سے پہلے زین نے سبرینہ کی بات کا جواب دیا،

"صحراؤں کی خاک چھاننے نکلا ہوا تھا، آپ کو کوئی پرابلم ہے؟"

جواب میں سبرینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا،

"کیا مطلب؟"

صاف لگ رہا تھا کہ اسے زین کا بیچ میں بولنا سخت برا لگ رہا ہے، اب زین کے بجائے شہیر نے سنجیدگی سے کہا،

"خاک تو لیلیٰ کے لئے ہی چھانی جاتی وہی چھان رہا تھا۔"

سبرینہ کو ان دونوں کی باتوں پہ تاؤ آرہا تھا مگر بمشکل ضبط کر رہی تھی لیکن طنز کرنے سے بعض نہ رہ سکی اور کہا،

"رئیلی!"

جواب اب کہ زین نے دیا،

"ہمارا یقین نہیں ہے تو خود پوچھ لو۔"

مگر وہ ان دونوں کو ہی نظر انداز کرتی صائم کی سمت متوجہ ہوتے ہوئے ناز سے بولی،"

"صائم! تم کو ڈھونڈنے جانے کی کیا ضرورت تھی میں تو یہاں ہوں تمہارے سامنے۔"

اس نے بے حد لگاوٹ سے اسے مخاطب کیا مگر وہ خاموش ہی رہا تو زین نے اس سے پوچھا،

"بول نا صائم! کہاں تھا تو؟"

اب وہ سنجیدگی سے جواب دیتا ہوا بولا،

"کچھ کام تھا اسی لئے گھر پہ نہیں تھا، جیسے ہی گھر آیا تمہارے سامنے ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی آواز پر مناہل نے کنکھیوں سے اس کی سمت دیکھا، جب کہ سبرینہ کے ہاتھوں ایک موضوع آگیا، "ایسا بھی کیا امپورٹینٹ کام تھا تم کو جب کہ تم کو یہ بھی پتہ کہ آج میں نے آنا ہے۔"

اس کی خود پسند طبعیت کیسے یہ گوارا کرتی کہ صائم نے اسے اگنور کیا ہے۔ صائم نے ایک نظر مناہل کے جھکے سر پہ ڈالی اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا،

"ہوتے ہیں کچھ امپورٹینٹ کام جو کرنے ضروری ہوتے ہیں۔"

ابھی یہ بحث مزید طول پکڑتی کہ بھابھی نے آکر کھانا لگنے کی اطلاع دی۔ جنید ہمدانی نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"آیئے! آپ لوگ۔"

کہتے ہوئے سیٹھ کبیر کو ہاتھ سے ڈائننگ ہال کی طرف چلنے کا اشارہ کیا، وہ ہنکارہ بھرتے ان کے ساتھ آگے بڑھ گئے، باقی سب نے بھی آکر اپنی اپنی چیئرز سنبھال لیں۔ باتوں کے دوران سب ہی ڈنر اینجوائے کر رہے تھے جب زین نے سبرینہ کو مخاطب کر لیا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سبرینہ تم کو ککنگ آتی ہے؟"

لہجے سے ہی شرارت ٹپک رہی تھی، علوینہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا مگر سبرینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا،

"ککنگ اور میں! نووے!"

جواب میں شہیر نے سنجیدگی سے کسی کو بھی مخاطب کئے بغیر خود کلامی کے سے انداز میں کہا،

"اوہ! پھر تو بڑا مسلہ ہو جائے گا۔"

اس نے کہتے ہوئے ایک نظر صائم کو دیکھا جو خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا جیسے اس سے زیادہ امپورٹینٹ کام کوئی نا ہو۔ جب کہ سبرینہ حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی،

"کیا مطلب؟"

اب کہ جواب زین کی طرف سے آیا،

"سبرینہ تم بھی نا! بہت بھولی ہو، سمجھا کرو نا۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سبرینہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور وہ بات آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا،

"اب دیکھو نا! صائم تو کھانے کا بہت شوقین ہے اوپر سے آنٹی، بھابھی اور مناہل نے ان موصوف کی عادتیں اچھی خاصی بگاڑی ہوئی ہیں تو اگر تم کو ککنگ نہیں آتی تو پھر تو بڑا پرابلم ہو جائے گی۔"

کہتے ہوئے سبرینہ کو دیکھا جو بمشکل غصہ ضبط کئے بیٹھی تھی مگر صائم جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا تھا نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا،

"کچھ عادتیں ٹائم کے ساتھ بدلنی پڑتیں ہیں کہ اسی میں بھلائی ہوتی ہے تو یہ عادت بھی صحیح۔"

پھر سبرینہ کی سمت مڑتے ہوئے،

"ڈونٹ وری! تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کہتے ہوئے اس سمت دیکھا جہاں وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی اور بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا،

"اور ویسے بھی آج کا دن مناہل کا ہے اس لئے مجھ کو چھوڑو اور ادھر فوکس کر لو۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساتھ ہی پھر اس پہ نظر ڈالی جو اس کی نظروں اور اور جملوں پر پزل سی ہو رہی، گھبراہٹ میں کبھی اپنا ڈھلکتا آنچل ٹھیک کرتی کبھی اپنی پلکیں اٹھاتی، کبھی گراتی سب کی نظروں کا مرکز بن گئی۔ سبرینہ نے اکتا کر نظریں دوبارہ صائم کی سمت کر دیں جو دائم بھائی کی سمت متوجہ ہو گیا تھا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کافی کا دور چلا اور کچھ دیر رک کے سیٹھ کبیر اور ان کی فیملی واپس لوٹ گئے تھے۔

رات خاصی بیت چکی تھی بھابھی کے منع کرنے کے باوجود وہ انہیں ان کے بیڈ روم میں بھیج کر خود خاموشی سے کچن سمیٹ رہی تھی، دھلے ہوئے برتن خشک کر کے ترتیب سے شیلف میں رکھتی جا رہی تھی مگر ذہن اور سوچیں دونوں بے ترتیب تھیں۔اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خوش ہے کہ نہیں، انہی سوچوں میں الجھی وہ پلٹی اور ٹھٹھک گئی، وہ کچن کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے جانے کب سے کھڑا تھا، اس کا سنجیدہ انداز اور چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے جھلکتی عجیب سی کیفیت اسے گڑبڑانے پر مجبور کر گئی تھی، س نے بمشکل دروازے کی سمت قدم بڑھائے اور اسکی سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر وہ اس طرح دروازے میں پھیل کے کھڑا تھا کہ اس سے ٹکرائے بغیر اس کا باہر نکلنا ممکن نہیں تھا، وہ ترچھی ہو کر اس کی سائیڈ سے نکلنے لگی تبھی اس نے جھٹکے سے اس کا بازو تھام کر روک لیا اور اسے اپنے عین سامنے کھڑا کر دیا، مناہل نے ہراساں ہو کر اسے دیکھا اور کہا،

"مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔"

جواب میں وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا، "میری بات سنے بغیر تم کہیں

نہیں جا سکتیں۔"

اس کے لہجے کی سنجیدگی اور آنکھوں کا نا سمجھ میں آنے والا تاثر اسے سہما گیا، اس نے نظریں جھکا لیں اور دل تیز تیز دھڑکتا چلا گیا، اس کی ہمت نا ہوئی اس کی سمت دیکھنے کی جب کہ وہ اسے اسی طرح تھامے اور نظروں کی گرفت میں لئے لئے کہہ رہا تھا،

"اگر کچھ غلط نہیں کیا تو نظریں کیوں نہیں ملا رہیں۔"

وہ جواب طلب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اب کچھ تو کہنا تھا اس لئے مشکل ہی صحیح لرزتی آواز میں اس کی سمت دیکھے بنا کہا،

"ا۔۔۔ایسی کِک۔۔۔کوئی بات نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

اس کے بودے جواز پہ وہ طنزیہ انداز میں بولا،

"اچھا! تو تمہاری نظریں کیوں جھکی ہیں؟"

اس کی گھنی پلکوں پہ نظریں جمائے وہ کہہ رہا تھا، جواب میں اس نے روہانسی آواز میں کہا،"

"پلیز! مجھے جانے دیں۔"

مگر وہ اسی سنجیدگی سے اسے نظروں کی گرفت میں لئے لئے پوچھ رہا تھا،

"کیوں نئے رشتے جوڑ کر بہت خوش ہو جو پرانے رشتوں سے دستبردار ہو رہی ہو۔"

اس کے جملوں پر وہ شاکڈ سی ہو کر اسے دیکھ رہی تھی، بڑی بڑی بادامی، گھنی پلکوں والی آنکھیں ایکدم آنسوؤں سے بھر گئیں۔اس کے جملے جیسے اس کے دل میں ترازو ہو گئے اور وہ جواب تک اپنے اپ کو بمشکل جوڑے ہوئے تھی ایکدم بکھر گئی اور اس کے اس طرح رونے پر وہ بوکھلا سا گیا۔دل میں اپنے آپ کو ملامت بھی کی کہ اس طرح نہیں کہنا چاہئے تھا پھر اسے نرمی سے تھامے تھامے اس کا چہرہ شہادت کی انگلی سے اونچا کیا جو شدت سے رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔اسے افسوس ہوا اور وہ سنجیدگی سے معذرت کرتے ہوئے بولا،

"آئم سوری۔"

اس کے باوجود وہ اسی طرح روتی رہی تو وہ بولا،"مناہل! رونا بند کرو۔"

جب کہ وہ اس کے تحکم آمیز انداز پہ تڑپ کے بولی،

"کیوں؟ کیوں رونا بند کروں؟ آپ تو ہمیشہ یہی کرتے آئے ہیں، پہلے مجھے تنگ کرتے

ہیں پھر سوری بولتے ہیں۔"صائم نے گہرا سانس لیااور کہا،

"اور پھر تم بھی تو ڈیڈی سے میری شکایت لگا کے مجھے ڈانٹ پڑوا دیتی ہو۔"

جواب میں وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"اب۔۔اب نہیں کروں گیں آپ کی شکایت،بے فکر ہو جائیں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے کیلئے قدرے اس کی سمت جھکا اور پوچھا،

"کیوں؟اب کیوں نہیں کرو گی شکایت؟

سوال تھا کے برچھی سیدھا دل میں ترازو ہو گیا،اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر پلکیں جھکا لیں اور آنسو صاف کرنے لگی جب کہ وہ اس کے دھلے دھلائے چہرے پہ نظریں جمائے جواب کا منتظر تھا،وہ تب بھی کچھ نہیں بولی تو اس نے اس کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے پوچھا،"

"بولو نا!"

وہ سیدھا اس کی بھیگی بھیگی آنکھوں میں جھانک رہا تھا،جواب میں وہ روئی روئی آواز میں بولی،

"اب میرا آپ پہ کوئی حق جو نہیں رہا۔"

کہتے ہوئے آنکھوں میں پھر آنسو آ گئے، صائم کو لگا وہ اس کا جملہ اسی کو لوٹا رہی ہو، اس لئے شرمندگی سے کہا،

"سوری مناہل! میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"

اس کی معذرت پہ وہ اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑواتے ہوئے کہنے لگی،"

"مجھے نہیں چاہئے آپ کی سوری اور نہ ہی آپ کو معاف کرنا ہے۔"

کہتے ہوئے ایک نظر اس پہ ڈالتی بھاگنے کے سے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی جب کہ وہ اس جانے سے روک بھی نا پایا۔ اس کے دل کے بوجھ میں اضافہ ہو گیا تھا اور وہ اس بوجھ کو لئے سیڑھیاں چڑھ گیا۔

وہ ابھی ابھی اپنی اسٹڈی میں آ کر بیٹھے تھے، آج کا دن بے حد مصروف گزرا تھا، وہ اور سفینہ صبح سے بازار نکلے ہوئے تھے۔ مناہل کی عنقریب ہونے والی منگنی کے سلسلے میں

انتظامات بھی دیکھنے تھے۔آفس سے فی الحال انہوں نے آف لیا ہوا تھا،وہ چاہتے تھے کہ ہر کام ان کی نگرانی میں ہو اور شاندار طریقے سے ہو کہ کوئی کمی نہ رہ جائے۔اب وہ چائے کا کہہ کر اپنی اسٹڈی میں آکر بیٹھے تھے،دائم بھائی نے کسی ہونے والی ڈیل کی فائل انہیں دی تھی کہ وہ اسٹڈی کر لیں۔انہیں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازے پہ دستک ہوئی،انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی نظریں اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔صائم کو اندر آتے دیکھ کر وہ چونک سے گئے جبکہ وہ ان سے پوچھ رہا تھا،

"ڈیڈ آپ بزی تو نہیں ہیں؟"

وہ جو اسے بغور دیکھ رہے تھے اسے جواب دیتے ہوئے بولے،

"ہاں ایک امپورٹینٹ فائل دیکھ رہا ہوں مگر تم کہو کیا کام ہے؟"

جواب میں اس نے کہا،

"جی! وہ۔۔۔ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

اس کا انداز ایسا تھا جیسے شش و پنج میں ہو کہ کہے یا نہ کہے،جنید ہمدانی نے چشمے کے پیچھے سے اسے دیکھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا،وہ ان کے سامنے پڑی کرسی پہ ٹک گیا جب کہ

انہوں نے اس سے کہا،"

"ہاں بولو! کیا کہنا ہے؟"

جواب میں وہ روانی سے بولا،

"ڈیڈ! آپ مناہل کا رشتہ ختم کر دیں۔"

اس نے بغیر لگی لپٹی رکھے اپنے دل کی بات کہہ دی جب کہ جنید ہمدانی اسے تیز آواز میں ٹوک گئے،

"ہوش میں تو؟ یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے لہجے کی تیزی کے باوجود بھی وہ پر سکون رہا اور اسی سنجیدگی سے بولا،

"جی بالکل ہوش حواس میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔"

اس کا معتدل لہجہ انہیں بھی دھیما کر گیا اور انہوں نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا،

"کیا پوچھ سکتا ہوں کہ اچانک یہ خیال تم کو کیوں آیا؟"

صائم نے انہیں دیکھا اور اسی سنجیدگی سے بولا،"ڈیڈ! شاہزیب کسی بھی لحاظ سے مناہل

کے قابل نہیں ہے۔"

جواب میں انہوں نے طنز سے پوچھا،

"اور یہ بات تم کو کیسے پتہ؟"

ان کے انداز پر وہ جز بز ہوا مگر بمشکل اپنا لہجہ معتدل رکھتے ہوئے کہا،

"ڈیڈ! اس کو میں نے نوٹ کیا تھا اس کا انداز مجھے ٹھیک نہیں لگا۔"

جنید ہمدانی بمشکل اپنا ضبط آزما رہے تھے، اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولے،

"صاحبزادے! لگتا ہے حواسوں میں نہیں ہو اور ویسے بھی میں نے پوری معلومات کروائیں ہیں شاہزیب کے متعلق اس کے کردار اور عادات میں کوئی جھول نہیں ہے وہ ہر لحاظ سے مناہل کے لئے بہترین ہے۔"

ان کے جواب پہ وہ زچ ہونے والے انداز میں بولا، "ڈیڈ! آپ سمجھ نہیں رہے ہیں وہ۔۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے انہوں نے کاٹ دی اور کہا،

"بس! بہت ہو گیا! اور ایک بات میری کان کھول کے سن لو آئندہ ایسی بیہودہ بات منہ

سے نکالنے سے پہلے سو بار سوچ لینا۔"

ان کا لہجہ خود بخود تیز ہو گیا جب کہ نظروں میں تنبیہہ تھی، تبھی سفینہ کے ساتھ چائے لے کر آتی مناہل ٹھٹھک سی گئی جب کہ سفینہ نے فکر مندی سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا،

"کیا ہوا آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں؟"

ان کے پوچھنے پر انہوں نے ایک تیز نظر سر جھکائے کھڑے صائم پر ڈالی اور سفینہ کو جواب دیتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ نہیں! تمہارے لاڈلے کو نئی نئی باتیں سوجھتی ہیں۔"

سفینہ کی تسلی ابھی بھی نہیں ہوئی تھی اسی لئے کہا،

"پھر بھی پتہ تو چلے ہوا کیا ہے جو آپ اس طرح غصہ میں آ گئے۔"

جنید ہمدانی نے ایک نظر مناہل پر ڈالی جو خود بھی پریشان سی ہو گئی تھی اور بات سمیٹتے ہوئے کہا،

"کچھ نہیں کچھ آفس کی پرابلم ہے۔"

انہوں نے بات پلٹ دی اور اس مناہل کے ہاتھ سے چائے کا کپ تھام لیا جب کہ صائم نے غصے سے مناہل پہ ایک نظر ڈالی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اور پھر اس نے اپنے آپ کو بے پناہ مصروف کر لیا تھا، اپنی طرف سے دائم بھائی کو مناہل کی منگنی کی تیاریوں کا کہہ کے وہ جان بوجھ کر آفس میں مصروف ہو گیا تھا اور دائم بھائی کو چھٹی دے دی تھی۔ اس دن بھی وہ آفس سے نکلا تھا جب اس کا فون بج اٹھا، اس نے ڈرائیو کرتے کرتے ہینڈز فری آن کیا اور کال پک کر لی۔ دوسری طرف سبرینہ کی فریش سی آواز سن کر وہ چپ سا ہو گیا جب کہ وہ کہہ رہی تھی،

"ہیلو صائم! کہاں ہوتے ہو آجکل ملتے ہی نہیں؟"

اس کے پکارنے پر وہ ایک دم ہوش میں آیا اور کہا، "ہاں! میں یہیں ہوں۔"

جواب میں وہ گلہ آمیز انداز میں کہہ رہی تھی،

"اتنے دن سے تم سے بات نہیں ہو پائی ہے، نا تم گھر پہ ملتے ہو نہ باہر اور کال کرو تب بھی کوئی رسپانس نہیں ہوتا۔"

جواب میں وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا جو اس کی طبیعت کا خاصہ ہر گز نہ تھا،

"آفس میں بزی ہوں، دائم بھائی اور ڈیڈ آجکل گھر پہ بزی ہوتے ہیں تو مجھے ہی سنبھالنا ہوتا ہے سب۔"

کہتے کہتے اس نے احتیاط سے موڑ کاٹا جب کہ وہ لاڈ سے کہہ رہی تھی،

"اوہو صائم! اب یہ بورنگ باتیں تو نہ کرو، انفیکٹ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ مجھے تم گھر سے پک کر لو، آج ہم دونوں خوب انجوائے کریں گے۔"

جواب میں اس نے بیزاری سے کہا،

"کیوں کیا ہوا ہے؟"

اس کے انداز پہ وہ حیران سی ہو کر کہنے لگی،

"کیا ہوا ہے صائم آخر کو تمہاری بھی کزن کی انگیجمنٹ ہے اور تم اتنے ڈل اور بور ہو رہے ہو کیوں؟ آخر مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟"

اس کے پہ در پہ سوالات پہ وہ ایکدم سنبھلا اور محتاط انداز میں کہا،

"نتھنگ یار! بس آفس میں کچھ مصروفیت زیادہ ہے اس لئے۔"

جواب میں وہ اپنے مخصوص دل برانہ انداز میں بولی،

"میں تب مانوں گیں جب تم مجھے گھر سے پک کرو گے اور اچھی سی شاپنگ کرواؤ گے پھر ہم کسی رومینٹک سی جگہ پہ ڈنر کریں گے۔"

صائم کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر صرف اس وجہ سے کہ آج گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گا کہ سب آج وہیں جمع ہوں گے اور وہ وہاں جا کر اپنے ضبط کا مزید امتحان نہیں لے سکتا تھا۔اسی لئے اسے ایک گھنٹے میں پک کرنے کا کہہ کے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

وہ سب ہی لاؤنج میں جمع تھے اور شادی بیاہ کے گانوں کی تیز آواز سے پورا لاؤنج گونج رہا تھا جب اس نے وہاں قدم رکھا۔سب سے پہلے دادو کی نظر اس پہ پڑی،اور محبت

سے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کر لیا،

"صائم! بیٹا! آ گئے تم؟"

وہ جو ایک لمحے کے لئے مناہل کی سمت متوجہ ہوا تھا فورا" نظر گھما کے دادو کی سمت دیکھنے لگا، وہ ماما اور بھابھی کیساتھ بیٹھی زیورات دیکھ رہیں تھیں۔ نزدیک ہی مناہل، علوینہ کے ساتھ بیٹھی تھی، دادو کے پکارنے پر باقی سب بھی اس کی سمت متوجہ ہو گئے، زین نے اسے دیکھتے ہی پکارا،

"آ گئے تم! گھر کی تقریب ہے اور موصوف کا پتہ ہی نہیں ہے اور ان کے حصے کا کام بھی ہمیں ہی کرنا پڑ رہا ہے۔"

صائم نے کوئی جواب نہیں دیا اور دادو کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا، جب کہ دادو محبت سے اس سے پوچھ رہیں تھیں،

"کہاں تھے سارا دن؟"

اس کا دل چاہا کہ ان کی آغوش میں سمٹ کر شانت ہو جائے مگر اپنے اوپر قابو پا کر بولا،

"یہیں تھا دادو، ڈیڈ اور دائم بھائی یہاں بزی ہیں تو کسی کو تو آفس دیکھنا ہے نا!"

"انہوں نے بغور اس کا جائزہ لیا، اس کا بکھرا بکھرا حلیہ، بڑھی شیو اور بجھی بجھی آنکھیں دیکھ کر ان کا دل ہول سا گیا۔ وہ فکر مندی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے بولیں،

"تم ٹھیک تو ہو بیٹے!"

مناہل جو ساری گفتگو سن رہی تھی اس نے اپنی جھکی پلکیں اٹھا کے اس کے وجیہ چہرے کو دیکھا، وہ اسے کچھ ماند سا لگا، اس کے دل کو کچھ ہوا مگر اس نے بمشکل اپنے دل کو سمجھایا اور اپنی توجہ اپنے ہاتھ پہ بنتے مہندی کے ڈیزائن پہ لگا دی مگر کان اسی سمت لگے تھے۔ صائم نے ایک نظر اس کی مصروفیت دیکھی اور اپنے لہجے میں بشاشت سمو کے بولا،

"اوہو دادو! کیا ہو گیا ہے بالکل ٹھیک ہوں ابھی فریش ہو جاؤں گا تو ٹھیک لگوں گا۔"

دادو نے اس کی روشن پیشانی پہ پڑے گھنے چمکیلے بال ہٹائے اور کہا،

"چاند! تم تو لاکھوں میں ایک ہو بس۔ چہرہ کچھ بجھا بجھا سا لگ رہا تھا اس لئے پوچھا تھا۔

"ابھی وہ کچھ کہتا کہ سفینہ نے کہا،

"اماں جان تم سے محبت بھی تو کرتی ہیں اس لیے تمہاری طرف سے فکر مند رہتی ہیں۔"

اس نے ان پر ایک نظر ڈالی مگر خاموش رہا جب کہ بھابھی نے خوشدلی سے کہا،

"ایسا کرتے ہیں کہ اس کا خیال کرنے والی لے آتے ہیں تاکہ دادو کی فکر تو کم ہو۔"

جواب میں اس نے سنجیدگی سے کہا،

"ابھی آپ ایک طرف سے تو بے فکر ہو جائیں پھر میری فکر بھی کر لیجئیے گا۔"

اس کے لہجے میں کچھ تھا جو مناہل کے دل میں ترازو ہو گیا۔اس نے حتی الامکان کوشش کی کہ اس کی سمت نہ دیکھے جب کہ وہ پوری طرح اس کی سمت متوجہ تھا تبھی شہیر نے اسے مخاطب کر لیا،

"لگتا ہے آج فرصت سے محفل کو رونق بخشنے کا ارادہ ہے۔"

اس کے مخاطب کرنے پہ وہ چونکا اور جواب میں کہا،

"ہاں! نہیں بس میں فریش ہونے گھر آیا تھا پھر مجھے نکلنا ہے۔"

زین اس کی بات پہ اپنے مخصوص مسخرے پن سے بولا،

"اوہو! کہاں کی تیاری ہے۔"

جواب میں وہ اسی سنجیدگی سے بولا جو آج کل اس کی ذات کا حصہ تھی، "تم کب سے میرے آنے جانے کا ٹائم ٹیبل رکھنے لگے ہو۔"

زین تائیدی انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا،

"بالکل! یہ کام تو بیوی کا ہوتا ہے۔"

جب کہ شہیر اسی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا،

جب سے تم اپنے آپ سے لاپرواہ رہنے لگے،"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دائم بھائی جو ابھی ابھی وہاں آئے تھے، انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا،

"یہ تو اچھا خاصا شعر ہو گیا۔"

زین ان کی بات پر پرجوش انداز میں بولا،

"تو کیوں نا ہو جائے ایک محفل، آج تو صائم بھی ہے ہمارے ساتھ۔"

کہتے ہوئے اس کے مضبوط شانے پہ ہاتھ رکھا، جب کہ اس نے ایک نظر پھر مناہل کے

جھکے سر پہ ڈالی اور کہا،

"سوری دائم بھائی! پھر کبھی آج کسی کو ٹائم دیا ہوا ہے۔" جواب میں انہوں نے خوشدلی سے اس کے شانے پہ ہلکے سے ہاتھ مارا اور کہا،

"اوہ یار! اتنا فارمل ہونے کی کیا بات ہے ابھی تو بہت موقع آئیں گے تمہاری کمپنی پھر کبھی انجوائے کر لیں گے۔"

انہوں نے اس کا شانہ تھپکنا جب کہ وہ انہیں ممنون نظروں سے دیکھتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔ بھابھی نے اسے جاتے دیکھ کر بھئیا سے کہا،

"کیوں جانے دیا آپ نے اس کو؟ اتنے دن بعد تو وہ گھر پہ رکا تھا۔"

دائم بھائی جو خود بھی اس کی طرف سے فکر مند تھے، سنجیدگی سے بولے،

"جانے دو اس کو، ابھی اس کے لئے یہی بہتر ہے اس وقت اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دو۔"

جواب میں بھابھی نے کہنا چاہا،

"مگر۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو دائم بھائی ان کو تسلی دیتے ہوئے بولے،

"ڈونٹ وری ٹھیک ہو جائے گا کچھ دن میں۔ کہتے ہوئے نرمی سے ان کا شانہ تھپکا اور وہ جو واقعی اس کے لئے دل سے فکر مند تھیں غائب دماغی سے محض سر ہلا کر رہ گئیں۔

وہ خاصے بیزار سے انداز میں سبرینہ کے ساتھ مختلف دکانوں میں گھوم رہا تھا، حد تو یہ اس جگہ کی رونق اور نہ ہی سبرینہ کی سنگت اس کا آف موڈ بحال کر سکی تھی۔ وہ اس سے کسی بھی چیز سے متعلق کوئی رائے لیتی اور وہ غائب دماغی سے سر ہلا دیتا، سبرینہ نے اس کا موڈ اپنی عادت کے بر خلاف کچھ دیر تو برداشت کیا مگر جلد ہی وہ اکتا گئی اور اپنے مخصوص لہجے میں اس سے کہا،

"کیا ہوا صائم؟ کہاں گم ہو؟ میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں اور تم یہاں ہوتے ہوئے بھی یہاں نہیں ہو۔"

اس کے اتنے سوالوں پہ وہ غائب دماغی کی سی کیفیت سے ایک دم باہر آیا اور پھر سپاٹ سے انداز میں اسے دیکھا، وہ ابھی بھی اس کی سمت متوجہ تھی۔ صائم نے اپنے گھنے چمکیلے بالوں میں انگلیاں پھنسالیں؛ وہ جو اس کو خاصی دیر سے نوٹ کر رہی تھی اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی،

"آر یو آل رائٹ! میں کافی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں تم پہلے والے صائم نہیں رہے۔"

صائم نے چونک کر اسے دیکھا، جب کہ ذہن مسلسل سوچ رہا تھا،

"کیا میرے اندر اتنی تبدیلی آگئی ہے کہ سب اس تبدیلی کو نوٹ کر رہے ہیں اور کیا اس کی وجہ وہی ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں مگر ایسا اب سے پہلے تو محسوس نہیں ہوا، ڈیڈ نے مجھ سے خود رائے لی تھی اور میں نے بڑے دھڑلے سے منع کر دیا تھا، ایک سٹوپڈ سے جواز کے پیچھے، تو اب میں کیا چاہتا ہوں، یہ احساس اب کیوں ہو رہا ہے؟"

ذہن کے اس سوال پہ دل بہت زور سے ہنسا اور بولا، "ایسا ہی ہوتا ہے، جب اپنی عزیز ترین ہستی اپنی دسترس سے دور جانے لگتی ہے تو پھر یہی کیفیت ہوتی ہے جو اس وقت تمہاری ہے۔"

دل کے کورے اور ہٹ دھرم جواب پر اس نے بیچینی سے اپنے گھنے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا، جب کہ سبرینہ کو اس وقت وہ کوئی اور ہی صائم لگا، اس نے اسے متوجہ کرنا چاہا مگر وہ اپنی عادت کے بر خلاف ایک جھٹکے سے بولا،

"سبرینہ! اس وقت میرا ان سب کا موڈ نہیں ہے یا تو میرے ساتھ واپس چلو ورنہ میں گاڑی یہیں چھوڑ جاتا ہوں تم اس میں گھر چلی جانا۔"

سبرینہ کو اپنے کانوں پہ یقین نا آیا، اس سے آج تک اس لہجے میں کسی نے بات نہیں کی تھی۔ اس کو غصہ تو آیا مگر ابھی کچھ کہتی کہ وہ مین ایگزٹ کی سمت بڑھ گیا اور وہ جو اندر ہی اندر کھول رہی تھی ایکدم حواسوں میں آکر اس کے پیچھے لپکی، ذہن میں مختلف سوالات تھے مگر وہ اس وقت کچھ بھی سوچے بغیر اس کے پیچھے تھی جو آندھی طوفان بنا پارکنگ کی سمت بڑھ رہا تھا، اسی کیفیت کے زیر اثر وہ گاڑی میں جا بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سبرینہ جلدی سے جا کر فرنٹ سیٹ پہ آکر بیٹھ گئی، اس کی حالت کے پیش نظر اس نے بمشکل اپنے غصے پہ قابو پایا جب کہ وہ ریش انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا، کئی دفع گاڑی بے قابو ہوئی اور ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا مگر اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔ کچھ دیر میں اس نے گاڑی لے جا کر سبرینہ کے بڑے سے بنگلے کے پورچ میں

روک دی۔ سبرینہ نے ایک نظر اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھا مگر وہ بالکل سامنے دیکھ رہا تھا، وہ بنا کچھ کہے اپنا بیگ سنبھال کے گاڑی سے اتر گئی اور اس نے فوراً ''ہی گاڑی ریورس کر کے سڑک پہ ڈال دی۔ جب کہ وہ اس کے روئے پہ پیچ و تاب کھاتی وہیں کھڑی رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com

وہ کافی دیر سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتا رہا تھا، اسے خود ادراک نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے، پھر کافی دیر بعد ایک نسبتاً ''سنسان سڑک پر اس نے گاڑی روک دی اور اپنا سر اسٹیئرنگ وہیل پہ گرا لیا، اس کا دل چاہا بچوں کی طرح روئے، اس وقت اسے ایک ہمدرد کی ضرورت تھی، ایک دوست کی ضرورت جو اس وقت اس کے درد کو سمجھ سکے مگر اس کی وہ دوست جو ہمیشہ اس کو اچھا برا سمجھاتی تھی اس کی پہنچ سے دور ہو رہی تھی اور وہ چاہ کے بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ اس سوچ نے اس کے پورے وجود میں درد کی لہر دوڑا دی وہ یہ درد برداشت نا کر سکا اور پھوٹ پھوٹ کے بچوں کی طرح رو

دیا،

"میں نے خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے گنوادیا، تم میرے سامنے تھیں اور میں سمجھ نا سکا مجھ جیسے لوگوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیئے جو اپنی ہی فیلنگز کو سمجھ نہیں پاتے اور اپنے آپ سے ہی بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ مجھ سے ڈیڈ نے پوچھا اور میں نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ تم مجھ سے بیٹر پرسن ڈیزرو کرتی ہو، مگر اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا میں جینوئلی ایسا ہی سوچتا ہوں تمہارے بارے میں، تم بہت ہی نازک آبگینہ ہو جسے بہت سنبھال کے رکھنے کی ضرورت ہے اور میں تم کو اس طرح سے سنبھالنے کا اہل نہیں ہو سکتا تھا اسی لئے ڈیڈ کو منع کر دیا مگر اب سوچتا ہوں حماقت کی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی محبت گنوادی اور اب تم کسی اور کی ہونے جا رہی ہو تو یہ دل برداشت نہیں کر پا رہا، اس کو تکلیف ہو رہی ہے اور اس تکلیف کا مداوا صرف تمہارے پاس ہے۔"

وہ سوچ رہا تھا اور تڑپ رہا مگر بے بسی کی انتہا پہ تھا کہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔

وہ کافی دیر سے اپنے بیڈ پہ بیٹھی اپنے مہندی کے ڈیزائن پہ نظریں جمائے ہوئے تھی، اس کے خوبصورت سبک نرم نازک ہاتھوں پہ مہندی کا ڈیزائن اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔علوینہ کی خاص ہدایت تھی کے صبح سے پہلے مہندی مت اتارنا ورنہ رنگ پھیکا آئے گا اور یہ سن کر اس کے ہونٹوں پہ ایک پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی تھی،اسکو کوئی خاص پرواہ نہیں تھی مگر علوینہ کا دل رکھنے کی خاطر اس نے اپنے ہاتھ نہیں دھوئے تھے۔مہندی تقریباً سوکھ چکی تھی،اس کی نظر ہتھیلی کے وسط میں بنے خوبصورت "S" پہ جم گئیں۔دل میں ایک ہوک سی اٹھی اور وہ سوچنے لگی،"کاش یہ "S" سے اس دشمن جان کے نام کا ہوتا تو اس مہندی کا رنگ ہی انوکھا ہوتا،سب نے ہی میرے ہاتھوں پہ لگی اس مہندی کی تعریف کی ہے اور کچھ نا کچھ کہا ہے مگر مجھے اس مہندی کا رنگ پھیکا کیوں لگ رہا ہے۔"اس کا جواب وہ جانتی تھی اور اس خیال سے ہی اس کی خوبصورت آنکھیں نم ہو گئیں اور ساتھ ہی دھیان اس کی سمت چلا گیا جو اب تک لوٹا نہیں تھا۔اس نے فکر مندی سے وال کلاک پہ نظر ڈالی جو ڈیڑھ بجا رہی تھی اور ایک نظر اپنے برابر پر سکون انداز میں سوئی ہوئی علوینہ کو دیکھا جو بے خبر تھی۔وہ احتیاط سے بیڈ سے اتر آئی کہ علوینہ کی نیند ڈسٹرب نہ ہو،اس کے اوپر کمفرٹر برابر کر کے، سلیپرز پیر میں ڈال کے وہ بیڈ روم سے باہر آ گئی۔کچھ پیاس محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس کا

رخ کچن کی طرف تھا، بغیر کوئی آواز کئے وہ کچن میں آگئی۔ڈم اسپاٹ لائٹس کی روشنی میں کچن کا کچھ حصہ روشن تھا، وہ احتیاط سے چلتی فریج کے نزدیک آگئی اور ابھی فریج ڈور پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اس کے نزدیک مخصوص کولون کی خوشبو نے حصار باندھ لیا۔ اس کا دل زور سے دھڑک اٹھا، بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر کوئی بھی تاثر دیئے بغیر فریج کا دروازہ کھولنا چاہا مگر تبھی اس کی نازک کلائی پہ مضبوط گرفت نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔اس نے سٹپٹا کے رخ موڑ کے اپنے پیچھے کھڑے صائم کو دیکھا، اس کا بمشکل سنبھلا دل پھر تیزی سے دھڑک اٹھا، جب کہ وہ اسے منع کرتا ہوئے کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اونہوں!"

مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھا ساتھ ہی اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا، جبکہ وہ کہہ رہا تھا،

"تمہاری مہندی خراب ہو جائے گی۔"

کہتے ہوئے اس کی کلائی تھامے تھامے اسے پیچھے ہٹا دیا، پھر خود ہی پانی کی بوتل نکال کر گلاس بھر کے اس کی سمت بڑھا دیا، وہ اس کی سمت دیکھ رہی تھی اس کے متوجہ ہونے پہ گھنی پلکیں جھکا گئی۔اس نے گلاس اس کے سامنے کیا جو اس نے تھام لیا، وہ بغور اسے

دیکھ رہا تھا، جو نجانے کیوں بجھی بجھی سی تھی اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اس سے پوچھا،

"تم نے کھانا کھایا؟"

اور اس کے سوال پہ اس کی گردن بے ساختہ نفی میں ہل گئی، اس کو خود سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہوا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

"تم کو بھوک لگی ہو گی۔"

کہتے ہوئے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر پلٹ کے کچن کاؤنٹر کے سامنے سے اسٹول کھینچا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ میکانکی انداز میں بیٹھ گئی۔ وہ خاموشی سے پلٹ کے فریج کا جائزہ لے رہا تھا اور مناہل اس کا۔ اس نے ایک پلیٹ میں بریانی نکالی اور مائکرو ویو میں گرم ہونے رکھ دی، پھر پلٹ کے اسے دیکھا اور اس کی حیران شکل دیکھ کر بولا،

"اچھی طرح معلوم ہے مجھے کہ اپنی مہندی کے لئے تم کتنی ٹچی ہو۔"

اس کے ذہن میں وہ تمام یادیں تازہ جب وہ مہندی لگوا کے اس کی خاص حفاظت کرتی

تھی، مہندی سوکھنے کے بعد بھی اپنے ہاتھ دھوتی نہیں تھی کہ رنگ کچا آئے گا، حتی کہ کھانا بھی دادو یاماما کے ہاتھ سے کھاتی تھی، سب ہی اس کا یہ پاگل پن انجوائے کرتے تھے جب کہ صائم ایسے موقعوں پر بھی کوئی چانس اسے تنگ کرنے کا مس نہیں کرتا تھا۔ یہ سب یاد کر کے اس کے ہونٹوں پہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور آنکھیں نم سی ہو گئیں، وہ پلکیں جھکائے مہندی کے ڈیزائن پہ نظریں جمائے ہوئے تھی۔ صائم نے پلیٹ کاؤنٹر پہ رکھ دی اور خود بھی ایک اسٹول گھسیٹ کر بیٹھ گیا، وہ اس کے بیٹھنے پر ٹھٹھک سی گئی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com

"مہندی لے لئے تمہارے کریز کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم نے کھانا نہیں کھایا۔"

کہتے ہوئے اس کی خوشنما آنکھوں میں جھانکا مگر مناہل کو اس کی یہ توجہ خوشی دینے کے بجائے تکلیف دے رہی تھی۔ نجانے اس کے منہ سے کیسے نکل گیا، "اتنی اچھی طرح جانتے ہیں مجھے؟"

جواب میں اس نے بھی اسی انداز میں کہا،

"ہاں! اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ مہندی تمہارے لئے کتنی خاص ہے۔"

اس کا بھاری لہجہ کچھ جتاتا ہوا تھا جو مناہل کے دل میں ترازو ہو گیا مگر وہ تب بھی خاموش رہی، صائم نے اس کا نازک حنائی ہاتھ تھام لیا۔اس لمس پر مناہل کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں، صائم نے اس کی نازک سبک ہتھیلی اپنے سامنے پھیلالی اور قدرے جھک کے اس کی خوبصورت آنکھوں میں جھانکا۔اس کا خوبصورت چہرہ مارے گھبراہٹ کے اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا جب کہ صائم کی نظریں اس کی لرزتی گھنی پلکوں میں الجھ گئیں،اس کی نظروں کی تپش پہ وہ سٹپٹا کے کسمسائی وہیں وہ بھی ہوش میں آیا مگر اس کا ہاتھ چھوڑنے کے بجائے اطمینان سے بولا،

''شاہزیب کے نام کا ہے؟اس تکلیف دہ سوال پہ اس کی روح اور دل دونوں S''یہ'' زخمی ہو گئے، خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے، وہ بغور اسے دیکھتا ہوا اس کے جواب کا منتظر تھا۔

جاری ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین